زوجہ کا حقِ نفقہ: منتخب اردو تفاسیر اور مروجہ پاکستانی قوانین کا مطالعہ

(Wife's right to *Nafaqah*: A Study of selected Urdu Commentaries of the Quran and Existing Pakistani Laws)

*حافظ فلک شیر فیضی

** ڈاکٹر محمد حسیب

Abstract

This paper studies wife's right to *Nafaqah* in the light of selected Urdu Commentaries of the Quran and Existing Pakistani laws. It finds that there are some differences between Urdu commentaries and Pakistani law on *Nafaqah*, but as a whole the two are mutually exclusive. To all provision of *Nafaqah* is woman's right; husband will keep the wife where he resides; he is responsible for her food and clothing. If a divorced woman asks for a wage to breastfeed the child, husband has to pay her. The wife can sue for the provision of *Nafaqah* and make this right possible through the law. However woman's right to *Nafaqah* is due to the obedience that she voluntarily performs with her husband. If she does not remain bound to live with her husband, her right to *Nafaqah* will be revoked. As for the status of the husband in this regard is concerned, it will be decided keeping in view the relevant circumstances.

Key Words: *Nafaqah,* Quran, *Ḥadiṭh*, Urdu commentaries, Pakistani Laws

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونی ورسٹی آف گجرات

** لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونی ورسٹی آف گجرات

نفقہ اخراجات اور ضروریات پر خرچ کرنے کو کہا جاتا ہے۔ مشہور و متداول عربی لغت لسان العرب میں نفقہ کا معنی لکھاہے: **ما انفقت، و استنفقت علی العیال و علی نفسک۔**[1] عموماً نفقہ سے مراد طعام، لباس، اور سکنی ہے، جب کہ عرف میں اس کا اطلاق فقط طعام پر ہوتا ہے، البتہ بعض فقہا اس کا اطلاق طعام، سالن، خادم، لباس، صفائی کی اشیا اور رہایش پر کرتے ہیں۔[2] اسلامی قانون کی روسے نفقہ سے مراد وہ خرچہ ہے، جو شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو فراہم کرے، اس میں اس کا کھانا پینا، رہائش اور کپڑوں کی ضروریات شامل ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> **اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا۔**[3]

> ان (مطلقہ) عورتوں کو اپنی بساط کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لیے ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو وضع حمل تک ان کو خرچ دو اور اگر وہ تمھارے لیے (بچہ کو) دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو، اور رواج کے مطابق آپس میں مشورہ کرلو، اور اگر تم دونوں مشکل محسوس کروتو کوئی دوسری عورت دودھ پلادے گی، صاحب حیثیت کو چاہیے کہ وہ اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جو تنگ دست ہو تو اس کو جو اللہ نے (مال) دیا ہے اس میں سے خرچ کرے، اللہ کسی شخص کو اتنا ہی مکلف کرتا ہے جتنا اس کو (مال) دیا ہے اور عنقریب اللہ مشکل کے بعد آسانی پیدا کردے گا۔

جہاں تک نفقہ کی مقدار کے تعین کا تعلق ہے تو یہ دونوں کے عرف پر ہوتا ہے۔ نفقے کے شرعی ضابطے کے مطابق زوجہ یہ حق محفوظ رکھتی ہے کہ وہ اپنے خاوند سے نان و نفقہ کا مطالبہ کرے اور اگر حق نفقہ نہیں ملتا تو عورت بوقت ضرورت اس حق کی وصولی کے لیے قانونی راستہ اپنا سکتی ہے۔ زیر نظر مضمون میں اسلامی قوانین میں موجود بیوی کے حق نفقہ و سقوط کو منتخب اردو تفاسیر سے تحقیقی انداز میں پیش کرکے مروجہ پاکستانی عائلی قوانین کے ساتھ تقابل کیا جائے گا۔ جس سے مذکورہ

[1] ابن منظور افریقی، لسان العرب (بیروت: دار صادر، س ن)، 358:10۔

[2] ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الغرناطی، التاج و الاکلیل لمختصر الخلیل (بیروت: دار لکتب العلمیہ، طبعہ اولی 1994ء)، 5: 541۔

[3] الطلاق 65: 7-6۔

مسئلے کی جملہ جہتیں واضح ہو کر قارئین کو مفید معلومات فراہم ہوں گی، نیز یہ حقیقت عیاں ہو گی کہ فیملی لا سے متعلق ایک اہم مسئلے میں اردو تفاسیر اور پاکستانی قوانین کی حقیقی پوزیشن کیا ہے؟

نفقہ اور منتخب اردو تفاسیر

سب سے پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ اردو تفاسیر میں نفقے کی بحث میں اہلِ تفسیر نے کیا بحث کی ہے؟ اس سلسلے میں مطالعے کے لیے جو تفاسیر منتخب کی گئی ہیں، ان میں تفہیم القرآن، معارف القرآن، تدبر قرآن، تیسیر القرآن، تبیان القرآن، الکوثر فی تفسیر القرآن شامل ہیں۔

تفہیم القرآن

"**أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ**۔"[4] کے ضمن میں زوجہ کے سکنی کی ذمہ داری کے حوالے سے مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ جمہور فقہا اس مسئلے میں متفق ہیں کہ منکوحہ کو اگر طلاقِ رجعی دی گئی ہو تو پھر زوجہ کے سکنی و نفقہ کی ذمہ داری خاوند پر عائد ہوتی ہے اور اس پر بھی متفق ہیں کہ اگر عورت حاملہ ہو، تو خواہ اسے طلاق رجعی دی گئی ہو یا طلاق مغلظہ بہر کیف اس کے وضع حمل تک اس کی سکونت اور اس کا نفقہ شوہر پر لاگو ہو گا۔ اس کے بعد اختلاف اس میں ہوا ہے کہ آیا غیر حاملہ مطلّقہ مغلظہ سکنی و نفقہ دونوں کی حق دار ہے؟ یا صرف سکونت کی حق دار ہے؟ یا دونوں میں سے کسی کی بھی حق دار نہیں ہے؟ اس حوالے سے ایک طبقہ کا نظریہ ہے کہ زوجہ سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے اور یہ رائے حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود حضرت علی بن حسین، امام زین العابدین، قاضی شریح اور ابراہیم نخعی رضوان اللہ علیہ اجمعین کی ہے، اسی کو احناف نے اختیار کیا ہے، اور امام سفیان ثوری اور حسن بن صالح کا بھی یہی مذہب ہے، اس کی تائید دار قطنی کی روایت کردہ اس حدیث سے ہوتی ہے، جس میں حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**المطلقة ثلاثا لها السكنى والنفقة**، "جس عورت کو تین طلاقیں دی جاچکی ہوں اس کے لیے زمانہ عدت میں سکونت اور نفقہ کا حق ہے۔ دوسرا طبقہ یہ نظریہ رکھتا ہے کہ مطلقہ مبتوتہ کے لیے سکونت کا حق تو ہے مگر نفقہ کا حق نہیں ہے۔ یہ مسلک سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، عطاء، شعبی، اوزاعی، لیث اور ابو عبید رحمہم اللہ کا ہے، اور امام شافعی اور امام مالک نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، لیکن مغنی المحتاج میں امام شافعی کا مسلک اس سے مختلف بیان ہوا ہے۔ اور تیسرا گروہ کہتا ہے کہ مطلقہ مبتوتہ کے لیے نہ سکونت کا حق ہے نہ نفقہ کا۔ یہ مسلک حسن بصری، حماد، ابن ابی لیلیٰ، عمرو بن دینار، طاؤس، اسحاق بن راہویہ، اور ابو ثور کا ہے اور دوسرا استدلال وہ لیتے ہیں فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے جسے کتب حدیث میں بکثرت صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔[5] ارشادِ باری تعالیٰ: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ**

---

[4] الطلاق 6:65۔

[5] سید ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1972ء)، 5: 553۔

وَاَحۡصُوا الۡعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمۡ ۚ لَا تُخۡرِجُوۡهُنَّ مِنۡۢ بُيُوۡتِهِنَّ وَلَا يَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ لَا تَدۡرِىۡ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِكَ اَمۡرًا۔[6] سے معلوم ہوتا ہے کہ دوران عدت عورتوں کو گھروں میں رکھنے سے مراد ان کو عدت کے دوران بھی نفقہ دینا ہے مگر یہ کہ اگر وہ بد چلنی یا بد زبانی یا نشوز کی مرتکب ہوں تو انھیں نکال دینا جائز ہو گا۔ اور چوتھے قول کی رو سے اس کا تعلق "اور نہ وہ خود نکلیں" کے ساتھ ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر وہ نکلیں گی تو صریح برائی کی مرتکب ہوں گی۔[7]

معارف القرآن

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ اگر مطلقہ عورتیں حاملہ ہوں تو ان کا نفقہ خاوند پر عورت کے حمل کے پیدا ہونے تک لازم ہے، اسی لیے مطلقہ حاملہ کے متعلق پوری امت کا اجماع ہے کہ زوجہ کا نفقہ اس کی عدت جو وضع حمل ہے، پوری ہونے تک شوہر پر واجب ہے۔ باقی جو مطلقہ عورتیں حاملہ نہیں ہیں اگر اس کو طلاق رجعی دی گئی ہے، تو اس کا نفقہ عدت بھی شوہر پر باجماع امت واجب ہے، باقی وہ مطلقہ جس کو طلاق بائن یا تین طلاق دی گئی ہیں یا جس نے خلع وغیرہ کے ذریعہ اپنا نکاح فسخ کرایا ہو اس کے متعلق امام شافعی واحمد اور بعض دوسرے ائمہ کا قول یہ ہے کہ ان کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک ان کا نفقہ بھی شوہر پر لازم ہے۔ ان کے نزدیک جس طرح حق سکنی تمام مطلقات کے لیے واجب ہے اسی طرح نفقہ بھی ہر قسم کی مطلقات کے لئے واجب ہے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ نفقہ کس کی حیثیت کے مطابق ہو تو اس بارے مفتی محمد شفیع نے لکھا ہے کہ اس پر تو اتفاق ہے کہ زوجین اگر مالدار ہوں تو نفقہ امیرانہ واجب ہو گا اور اگر دونوں غریب ہوں تو نفقہ غریبانہ واجب ہو گا، البتہ جب دونوں کے حالات مالی مختلف ہوں تو اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ صاحب ہدایہ نے خصاف کے اس قول پر فتویٰ دیا ہے کہ اگر بیوی غریب اور شوہر مال دار ہو تو اس کا نفقہ متوسط درجے کا دیا جائے گا کہ غریبوں سے زائد مال داروں سے کم اور کرخی کے نزدیک اعتبار شوہر کے حال کا ہو گا فتح القدیر میں بہت سے فقہا کا فتویٰ اس پر ذکر کیا گیا ہے۔[8] مقدارِ نفقہ کے حوالے سے: "لِيُنۡفِقۡ ذُوۡ سَعَةٍ مِّنۡ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنۡ قُدِرَ عَلَيۡهِ رِزۡقُهٗ فَلۡيُنۡفِقۡ مِمَّاۤ اٰتٰٮهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰٮهَا ؕ سَيَجۡعَلُ اللّٰهُ بَعۡدَ عُسۡرٍ يُّسۡرًا"[9] "خوشحال آدمی اپنی خوشحالی کے مطابق نفقہ دے، اور جس کو رزق کم دیا گیا ہو وہ اسی مال میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا وہ اسے مکلف نہیں کرتا۔ بعید نہیں کہ اللہ تنگ دستی کے بعد فراخ دستی بھی عطا فرمادے" کے حوالے سے انھوں نے موقف اپنایا ہے کہ زوجہ کے

---

[6] الطلاق 65:1۔

[7] مودودی، تفہیم القرآن، 5: 565۔

[8] ۔مفتی محمد شفیع، معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 1430ھ)، 8: 493۔

[9] الطلاق 65: 7۔

نفقہ میں زوجہ کی حالت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ شوہر کی حالت کے مطابق نفقہ دینا واجب ہو گا۔[10] اس سے معلوم ہوا کہ مطلقہ عورت جب تک وضع حمل نہیں ہو جاتا تب تک نفقہ خاوند پر لازم ہے اور نفقہ کی مقدار شوہر کی حثیت کے مطابق ہو گی۔

تدبرِ قرآن

صاحبِ تدبرِ قرآن مولانا امین احسن اصلاحی کے مطابق شوہر پر مطلقہ کے طعام، لباس کی ذمہ داری ہے اور اس معاملے میں قانون شرعیہ کا لحاظ ہو گا یعنی شوہر کی حیثیت، عورت کی ضروریات، اور مقام کے حالات کے پیش نظر رکھ کر فریقین فیصلہ کریں گے کہ عورت کو نان ونفقہ کے طور پر کیا دیا جائے اور طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔[11]

جہاں تک عدت کے زمانے میں مطلقہ عورتوں کو ساتھ رکھنے کا سوال ہے تو ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جس سے ان کی خودداری مجروح ہو بلکہ تمھاری آمدنی کے لحاظ سے ہونا چاہیے رہائش کا معیار جو شوہر کا ہو وہی معیار رہائش بیوی کے لیے بھی فراہم کرو اور اس دوران میں کسی پہلو سے ان کو تنگ کرنے کی تدبیریں اختیار نہ کرو کہ پریشان ہو کر وہ تمھارا گھر چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔ آدمی کا معیار زندگی اس کی آمدنی کے اعتبار سے ہوتا ہے اسی کی ہدایت ان عورتوں کے باب میں فرمائی کہ ان کو اسی معیار پر رکھنا ہو گا جو معیار آدمی کا اپنا ہے۔[12]

تبیان القرآن

علامہ سعیدی نے عورت کے نان ونفقہ کے حوالے سے ائمہ اکرام کے استدلال کی وضاحت کرتے ہوئے اپنا موقف بھی پیش کیا ہے کہ مطلقہ کا خرچ شوہر کی حیثیت کے مطابق اس پر واجب ہے، جو خوش حال ہو وہ اپنی بساط کے مطابق خرچ دے اور جو تنگ دست ہو وہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ دے۔ شوہر پر واجب ہے کہ وہ رواج اور دستور کے مطابق بیوی اور بچوں کا خرچ دے اور اگر شوہر پورا خرچ نہ دے تو بیوی کے لئے جائز ہے کہ وہ شوہر کے پیسوں میں سے اپنی ضرورت کے مطابق رقم نکال لے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک مطلقہ ثلاثہ کے لیے شوہر پر ہر حال میں نفقہ اور سکنی لازم ہے، خواہ مطلقہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو اس کے لیے نفقہ اور سکنٰی واجب ہے، اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ مطلقہ ثلاثہ حاملہ کے لیے بھی نفقہ اور سکنٰی واجب ہے، اختلاف اس مطلقہ ثلاثہ میں ہے جو غیر حاملہ ہو، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک اس کے لیے سکنٰی واجب ہے نفقہ واجب نہیں ہے، امام احمد بن حنبل اور غیر مقلدین کے نزدیک اس کے لیے نفقہ واجب ہے نہ سکنٰی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کے لیے نفقہ اور سکنٰی دونوں واجب ہیں۔[13]

---

[10]۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، 8: 493۔

[11] امین اصلاحی، تدبر قرآن، (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 1430ھ)، 1: 545۔

[12] امین اصلاحی، تدبر قرآن، 8: 444،443۔

[13] غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن (لاہور: فرید بک سٹال، 2016ء)، 1: 840۔

تیسیر القرآن

مولانا عبد الرحمن کیلانی لکھتے ہیں کہ مطلقہ عورت کی عدت کے دوران اس کا سکنی، طعام اور لباس کا تمام خرچ طلاق دینے والے مرد کے ذمہ ہے۔ جمہور علما کی یہی رائے ہے کہ شوہر پر پوری عدت کے دوران سکنیٰ اور نان ونفقہ واجب ہے۔ حاملہ عورت خواہ مطلقہ ہو یا بیوہ اس کی عدت وضع حمل تک ہے خواہ یہ چند دن بعد ہی وضع حمل ہو یا چھ سات ماہ تک لمبی ہو جائے اس دوران اگر مطلقہ ہے تو اس کے سکنیٰ اور نفقہ کا ذمہ دار اس کا خاوند ہو گا اور اگر بیوہ ہے تو اس کا سکنیٰ تو مرد کے لواحقین کے ذمہ ہو گا اور وہ عدت اپنے خاوند کے گھر میں گزارے گی۔ لیکن نفقہ کی حق دار نہ رہے گی کیونکہ اب وہ وراثت کی حقدار بن گئی ہے۔[14]

الکوثر فی تفسیر القرآن

الشیخ محسن علی نجفی لکھتے ہیں کہ مرد پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچے کی ماں کا خرچ برداشت کرے لیکن نہ ماں زیادہ کا مطالبہ کر سکتی ہے اور نہ خاوند معمول سے کم پر اکتفا کر سکتا ہے، بلکہ عام دستور کے مطابق اسے کھانا، لباس وغیرہ فراہم کرنا ہو گا۔[15] اور شوہر مطلقہ عورتوں کو عدت کے دوران سکونت کی جگہ اسی سطح کی دے گا جہاں خود رہتا ہو۔ واضح رہے فقہ جعفری کے مطابق رہائش کا حق اس مطلقہ عورت کو ملے گا جو طلاق رجعی کی عدت میں ہو طلاق بائن والی عورت، جسے مبتوتہ بھی کہتے ہیں کو رہائش کا حق حاصل نہیں ہے۔ طلاق کے بعد نان نفقہ میں کوتاہی کر کے سکونت کی جگہ غیر مناسب دے کر اور لباس، بستر وغیرہ لوازم زندگی فراہم نہ کر کے عدت میں بیٹھنے والی عورت کو تنگ نہ کرو۔ اور اگر مطلقہ عورت حاملہ ہے تو وضع حمل تک کا نان ونفقہ طلاق دہندہ سابقہ شوہر ادا کرے گا۔ مطلقہ عورت خواہ رجعیہ ہو یا بائنہ، ہر صورت کی طلاق میں بچے کی ولادت تک کا خرچ شوہر پر ہو گا۔[16]

نفقہ سے متعلق مروجہ پاکستانی قانون

نفقہ کے بارے میں مروجہ پاکستانی قانون قرار دیتا ہے کہ: (1) اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کی مناسب کفالت سے قاصر رہے یا جب ایک سے زیادہ بیویاں ہوں ان کی منصفانہ کفالت سے قاصر رہے تو بیوی یا تمام یا اس میں سے کوئی بیوی، دیگر دستیاب قانونی چارہ جوئی کرنے کے علاوہ چیئرمین کو درخواست دے سکتی ہے جو معاملے کے تصفیے کے لیے ثالثی کونسل تشکیل دے گا اور ثالثی کونسل ایک سرٹیفکیٹ، جس میں خاوند کی طرف سے بیوی کو بطور نان ونفقہ واجب الادا رقم کی تصریح کی گئی ہو، جاری کرنے کی مجاز ہو گی۔ (2) شوہر یا بیوی مقررہ طریقہ سے مقررہ مدت کے اند اور مقررہ فیس کی ادائیگی پر سرٹیفکیٹ کی نگرانی کی درخواست متعلقہ کلکڑ کو گزار سکتے ہیں اور اس کا فیصلہ قطعی ہو گا اور اس کے خلاف کسی عدالت میں چارہ جوئی

---

[14] عبد الرحمن کیلانی، تیسیر القرآن (لاہور: مکتبۃ السلام، 1432ء)، 4: 476۔

[15] الشیخ محسن علی نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، 2016ء)، 1: 574۔

[16] الشیخ محسن علی نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن، 9: 212۔

نہیں کی جاسکے گی۔(3) ضمنی دفعات 1 اور 2 کے تحت واجب الادا کوئی رقم اگر مناسب وقت پر ادا نہ کی گئی ہو تو وہ بطور بقایا مال گذاری قابل وصول ہو گی:

> If any husband fails to maintain his wife adequately or where there are more wives than one fails to maintain them equitably the wife or all or any of the wives may in addition to seeking any other legal remedy available apply to the Chairman who shall constitute an Arbitration Council to determine the matter and the Arbitration Council may issue a certificate specifying the amount which shall be paid as maintenance by the husband. "Any amount payable under sub-sections (1) or (2) if not paid in due time shall be recoverable as arrears of land revenue." [17]

دفعہ ہذا کے تحت ایسی بیوی جس کی کفالت اس کا شوہر نہ کر رہا ہو، چیئرمین کو درخواست دے سکتی ہے کہ اسے اس کا خرچہ دلایا جائے۔ چیئرمین ثالثی کونسل تشکیل دے گا جو خرچہ مقرر کر کے اس کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گی اور جب ایک شوہر کی دو یا زیادہ بیویاں ہوں تو ان میں سے کوئی بیوی چیئرمین کو درخواست کر سکتی ہے کہ اسے وہی خرچہ دلایا جائے تو اس کا شوہر دوسری بیوی کو دے رہا ہے۔

تقابلی جائزہ

زوجہ کے سکنی و نفقہ کے حوالے سے منتخب تفاسیر اور مروجہ پاکستانی قوانین کا تقابل کیا جائے تو درج ذیل مشترک اور مختلف نکات سامنے آتے ہیں:

مشترک نکات

منتخب تفاسیر کے تمام مفسرین کے نزدیک مطلقہ کو اگر طلاق رجعی دی گئی ہو تو شوہر پر اس کی سکونت اور اس کا نفقہ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔[18] اگر عورت حاملہ ہو، تو خواہ اسے رجعی طلاق دی گئی ہو یا قطعی طور پر الگ کر دینے والی بہر حال اس کے

---

[17] The Muslim Family laws ordinance 1961, act,9.

[18] مودودی، تفہیم القرآن،5: 553؛ شفیع، معارف القرآن،8: 493؛سعیدی، تبیان القرآن، 1: 840؛ اصلاحی، تدبر قرآن،8: 444؛کیلانی، تیسیر القرآن،4: 475؛ نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن،9: 212۔

وضع حمل تک اس کی سکونت اور اس کے نفقہ کا ذمہ دار شوہر ہو گا۔ موجودہ پاکستانی قانون میں بھی نان ونفقہ کی فراہمی کو خاوند کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے جس کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے:

> The husband is bound to maintain his wife (unless she is too young for matrimonial intercourse) so long as she is faithful to him and obeys his reasonable order.[19]
>
> خاوند پابند ہو گا کہ وہ اپنی بیوی کے نفقہ کا بندوبست کرے الا یہ کہ عورت بوجہ صغر سنی حقوق زوجیت کی اہل نہ ہو۔ اس کے ساتھ جب تک عورت مرد کے ساتھ وفاداری نبھائے اور اس کے جائز ہدایات پر عمل پیرا رہے، تب تک وہ نفقہ لینے کی اہل ہے۔

اور قانون میں اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ متاثرہ عورت اپنے نفقہ کی بازیابی کے لیے قانونی راستہ اپنا سکتی ہے:

> If the husband neglect or refuses to maintain his wife without any lawful cause, the wife may sue him for maintenance. [20]

زوجہ کے نان ونفقہ کے حوالے سے پاکستانی قانون شریعت اسلامیہ کی ترجمانی کرتا ہے کہ مرد اپنی بیوی کو حق نفقہ دینے کا قانونی پابند ہے اسی طرح عورت اگر خاوند کی جائز حدود کے اندر رہ کر فرمانبرداری کرے تو نفقہ کا استحقاق رکھتی ہے۔ ملکی قانون میں بیوی کے سقوط نفقہ کی تفصیل کا ذکر ہے:

> But hi is not bound to maintain a wife who refuses herself to him, otherwise disobedient, unless the refusal or disobedience is justified by non-payment of prompt dower or she leaves the husband's house on account of his cruelty.[21]
>
> لیکن خاوند اس صورت میں بیوی کا نفقہ دلوانے کا پابند نہیں جب وہ خاوند کے لیے تسلیم نفس سے انکار کرے یا شوہر کی نافرمانی۔ البتہ اگر عورت کے انکار یا عدم اطاعت کا جواز موجود ہو کہ اس کا حق مہر

---

[19] Dinshah Fardunji Mulla, *Principals of Muhammadan Law* (Lahore: Mansoor Book House, 1432 AH) ,339.

[20] Mulla, *Principals of Muhammadan Law*, 340.

[21] Mulla, *Principals of Muhammadan Law,* 341.

معجل شوہر کی جانب سے ادا نہ ہو گا یا اس کے ظلم سے تنگ آکر اس کا گھر چھوڑ گئی ہو تو پھر اس صورت میں حق نفقہ ساقط نہ ہو گا۔

زوجہ کا نفقہ شوہر کی حثیت کے مطابق

تمام منتخب مفسرین اور پاکستان مروجہ قانون کے مطابق زوجہ کا نفقہ شوہر اپنی حثیت کے مطابق ادا کرے گا۔[22] اور شوہر کو نفقہ کتنا ادا کرنا ہو گا اس حوالے سے مفتی محمد شفیع، مولانا امین اصلاحی اور الشیخ محسن علی نجفی کا نقطہ نظر ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں امیر مالدار ہوں تو نفقہ امیرانہ واجب ہو گا اور دونوں غریب ہوں تو نفقہ غریبانہ واجب ہو گا۔اور جہاں خود سکونت کرے گا وہاں ہی بیوی کو رکھے گا۔[23]

اختلافی نکات

مولانا مودودی اور غلام رسول سعیدی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ آیا غیر حاملہ مطلّقہ سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے ؟ یا صرف سکونت کا حق رکھتی ہے ؟ یا دونوں میں سے کسی کی بھی حق دار نہیں ہے ؟ اس حوالے سے تین طبقات کے نظریات ملتے ہیں: ایک طبقہ کہتا ہے کہ وہ نفقہ و سکنی دونوں کی حق دار ہے، دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ مطلقہ مبتوتہ کے لیے سکونت کا حق تو ہے مگر نفقہ کا حق نہیں ہے، تیسرا طبقہ کہتا ہے کہ مطلقہ مبتوتہ کے لیے نہ سکونت کا حق ہے نہ نفقہ کا۔ان تمام کے دلائل اوپر گزر چکے ہیں۔[24] الشیخ محسن علی نجفی نے بھی اختلاف کیا ہے کہ فقہ جعفری کے مطابق رہائش کا حق اس مطلقہ عورت کو ملے گا جو طلاق رجعی کی عدت میں ہو۔ طلاق بائن والی عورت جسے مبتوتہ بھی کہتے ہیں کو س رہائش کا حق حاصل نہیں ہے۔[25]

انفرادی نکات

علامہ غلام رسول سعیدی نے لکھا کہ خاوند اپنی بیوی کو نفقہ دے اگر نہیں دے سکتا تو پھر اس کو طلاق دے دے، اور اگر وہ پھر بھی اس کو طلاق نہیں دیتا تو وہ عورت کو دستور کے مطابق رکھنے سے خارج ہو گیا، اب حاکم اس عورت پر طلاق واقع کر دے گا تا کہ شوہر کی طرف سے نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے عورت کو ضرر نہ لاحق ہو خاوند بیوی کو یا خرچ دیا جائے ورنہ اس کو طلاق دے دی جائے اور یہ ائمہ ثلاثہ کے موقف پر قوی دلیل ہے ۔نفقہ نہ دینے کی وجہ سے قاضی جو تفریق کرے گا وہ امام شافعی کے نزدیک طلاق بائنہ ہے اور امام مالک کے نزدیک طلاق رجعی کے قائم مقام ہے۔[26] مولانا عبد

---

[22] مودودی، تفہیم القرآن،5: 554؛ شفیع، معارف القرآن،8: 493؛ اصلاحی، تدبر قرآن،1: 545؛ سعیدی، تبیان القرآن، 1: 840۔ کیلانی، تیسیر القرآن،4 :477؛ نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن،9: 212۔

[23] شفیع، معارف القرآن،8: 493 ؛ اصلاحی، تدبر قرآن،8 :444؛ نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن،9: 212۔

[24] مودودی، تفہیم القرآن،5 : 553؛ سعیدی، تبیان القرآن، 1: 840۔

[25] نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن،9 :212۔

[26] سعیدی، تبیان القرآن، 1: 882۔

الرحمن کیلانی کے نزدیک عورت اگر بیوہ ہے تو اس کا سکنیٰ تو مرد کے لواحقین کے ذمہ ہو گا اور وہ عدت اپنے خاوند کے گھر میں گزارے گی، لیکن نفقہ کی حق دار نہ رہے گی کیونکہ اب وہ وراثت کی حق دار بن گئی ہے وہ اپنے حصہ میں سے اپنی ذات پر خرچ کرے گی، یہ نہیں ہو گا کہ پہلے خاوند کے مشترکہ ورثہ سے اس کا نفقہ بھی اسے دیا جائے اور پھر وراثت کا حصہ بھی۔[27] مولانا امین اصلاحی لکھتے ہیں کہ وضع حمل کے بعد کا مرحلہ ہے کہ اگر وہ تمھارے بچے کو دودھ پلائیں تو ان کو اس کا معاوضہ دو اور اس معاوضہ سے متعلق باہمی مشورہ سے ایک قرار داد طے کر لو جو وقت کے دستور اور مرد کے معیار زندگی کے مطابق ہو۔[28]

خلاصۂ بحث

حقِ نفقہ کے حوالے سے کتاب و سنت کی نصوص، منتخب اردو تفاسیر اور پاکستانی قانون کے تناظر میں اوپر کی بحث کا حاصل یہ ہے کہ نفقہ کی فراہمی عورت کا حق ہے اور مرد کی ذمے داری ہے۔ عورت کا استحقاق نفقہ اس اطاعت کی وجہ سے ہے جو وہ اپنے اختیار سے خاوند کے ساتھ رہنے پر رضامندی کی صورت میں بجالاتی ہے اور ساتھ یہ بھی اصول ہے کہ اگر عورت اپنے خاوند کے حق اطاعت کو تسلیم نہ کرے یا بغیر کسی معقول سبب کے خاوند کے ساتھ رہنے کی پابند نہ رہے تو پھر اس کا استحقاق نفع ساقط ہو گا۔ اور نفقہ میں خاوند کی مالی حیثیت کا انحصار ہو گا۔ خاوند جہاں خود سکونت کرے وہاں ہی بیوی کو رکھے گا۔ نفقہ کی وصولی کے لیے بیوی قانونی چارہ جوئی کر سکتی ہے اور قانون کے راستے سے اس حق کی فراہمی کو ممکن بنا سکتی ہے۔ شوہر پر مطلقہ کے طعام اور لباس کی ذمہ داری ہے اور اس معاملہ میں دستور کا لحاظ ہو گا، یعنی شوہر کی حیثیت، عورت کی ضروریات، اور مقام کے حالات پیش نظر رکھ کر فریقین فیصلہ کریں گے کہ عورت کو نان و نفقہ کے طور پر کیا دیا جائے۔ کیوں کہ اسلام شوہر پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور اسی طرح ایک اور پہلو ہے کہ اگر عورت بیوہ ہو تو اس کا سکنیٰ شوہر کے لواحقین کے ذمے ہو گا، اور بیوہ عورت عدت اپنے خاوند کے گھر میں گزارے گی، لیکن نفقہ کی حق دار نہ رہے گی، کیونکہ اب وہ وراثت کی حق دار بن گئی ہے، یہ نہیں ہو گا کہ پہلے خاوند کے مشترکہ ورثہ سے اس کا نفقہ بھی اسے دیا جائے اور پھر وراثت کا حصہ بھی دیا جائے اور ہاں اگر مطلقہ عورت بچے کو دودھ پلانے کی اجرت مانگتی ہے تو وہ اجرت دینا خاوند پر لازم ہو گی۔ تاہم اسلام نے جو خاندانی ضابطہ پیش کیا ہے اس کی رو سے خاوند اپنی بیوی کے تمام کفالتی حقوق ادا کرنے کا شرعی و قانونی طور پہ ذمہ دار ہے، اور مروجہ پاکستانی قانون نفقہ بحیثیتِ مجموعی شرعی اصولوں کے مطابق ہے۔

---

[27] کیلانی، تیسیر القرآن، 4: 476-477۔

[28] اصلاحی، تدبر قرآن، 8: 443۔